دعوات عبدیت حق

غیر مطبوعہ خطبات

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

حضورِ اقدسؐ کا اسوۂ حسنہ

یہ تقریر ڈھاکہ (بنگلہ دیش) کے اہم تجارتی مرکز بیت المکرم کی عظیم الشان جامع مسجد میں ہزاروں افراد کے مجمع میں ۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ کو بعد از نماز مغرب سیرت کے ایک اجتماع میں ارشاد فرمائی گئی۔ "ادارہ"

(خطبہ مسنونہ کے بعد) لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم۔

محترم بزرگو! اللہ جل مجدہٗ کا فضل و کرم ہے اور دوستوں کی شفقت و عنایت کہ مجھ جیسے ناچیز کو یہاں آنے کی دعوت دی اور دیوبند کے زمانہ سے یہاں کے بہت سے احباب اور دوستوں سے تعلق خاطر رہا جن کے ساتھ دیوبند میں بہت وقت گذرا اور ان دوستوں کی شفقت کی بدولت یہاں آکر سب سے ملنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

محترم بزرگو! یہ سیرت کا اجلاس ہے اور مقصد یہ ہے کہ حضورِ اقدسؐ کی بارگاہ میں کچھ محبت اور عقیدت کے جذبات پیش کئے جائیں۔

مور مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد

اسوۂ حسنہ ہی اللہ تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ ایک شاعر فرماتے ہیں کہ ایک چیونٹی کو خانہ کعبہ پہنچنے کی ہوس ہوئی تو چیونٹی کی کیا حیثیت ہے، وہ کہاں ان جنگلوں پہاڑوں اور دریاؤں کو طے کرکے خانہ کعبہ پہنچ سکتی تھی، کسی نے کہا اگر تجھے واقعی شوق ہے تو خانہ کعبہ کے کبوتر جو کبھی کبھی سیر کیلئے دور نکل جاتے ہیں۔ توجب وہ کبوتر یہاں آجائیں تو ان کے قدموں میں چمٹ جاؤ وہ کبوتر اڑکر جائے گا تو تجھے بھی پہنچا دے گا۔

تو ہم سب کو بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں رسائی کی تمنا ہے۔ لیکن ہماری کیا حیثیت ہے کہ ہم ایسے دربارِ عالی میں پہنچ سکیں۔ تو اسکی صورت سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو تھامیں ان کے قدموں کو پکڑیں عقیدت، محبت اور اطاعت کا رشتہ ان سے قائم کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے دربار میں حاضر ہیں تو جب ان کا دامن تھامیں گے تو اللہ کے دربار تک بھی رسائی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ــــ اگر اللہ سے محبت ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ رب العزت جو ہمارے خالق و مالک اور کارساز ہیں، ہر راحت و مصیبت پہنچانے والا اللہ ہے۔ تو کونسا بندہ نہ چاہے گا کہ میرا عشق و محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ ہو۔ تو فرمایا کہ ان سے کہہ دیا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ سے تمہاری محبت ہو جائے ــــ فاتبعونی ــــ تو میرے نقشِ قدم پر چلو ــــ تو حضورؐ کی پیروی پر چلنا ان کی سیرت کو اختیار کرنا۔ یہ ہے ہمارا طریقہ وصول الی اللہ کا، اور اللہ کا کرم دیکھئے کہ فرمایا کہ اس کے نتیجہ میں ــــ یحببکم اللہ ــــ اللہ اکبر۔ ہمارے لئے تو عشاق کا درجہ میں شمار ہو جانا بھی بڑی سعادت کی بات ہے۔ مگر یہ کرم دیکھئے کہ فرمایا کہ تم اس کے نتیجہ میں اللہ کے محبوب بن جاؤ گے ــــ محبیّت کی بجائے محبوبیّت کا مقام مل گیا ــــ اور محبوب کی ہر اچھی اور بری بات پر بھی محبوب ہوتی ہے۔ اگر والدین کو چھوٹے بچے سے محبت ہوتی ہے۔ تو والد اور والدہ اُسے گود میں لے لیتے ہیں۔ وہ بچہ ماں کی گود میں پیشاب بھی کرتا ہے، قے بھی، لیکن والدین کبھی اس سے نفرت نہیں کرتے کیونکہ اس کے ساتھ محبت ہے۔ تو اسے پھینکتے نہیں۔

حضورؐ اور حقیقی مساوات حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ، حضرت زیدؓ کا بیٹا، جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ فلما قضی زید منہا وطرا ــــ انہی زیدؓ کے بیٹے اسامہ کو حضورؐ نے اپنی گود میں اٹھا لیا، ایک جانب ان کو اور دوسری جانب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو تو ایک تو سید الشباب اہل الجنۃ کے مصداق تھے۔ جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا بیٹا۔ وہ فاطمہ جن کے بارہ میں فرمایا: فاطمہ بضعۃ منی ــــ فاطمہ میرے دل کا میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ اور دوسری طرف ایک غلام زادے حضرت اسامہ کو، اور ساتھ یہ فرماتے رہے: اللھم انی احبھما فاحبّھما واحب من یحبھما ــــ "اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، پس تو بھی ان دونوں سے محبت فرما اور ان سے بھی محبت رکھ جو ان دونوں کے ساتھ محبت رکھیں۔"

اللہ ربی ــــ آج بھی دنیا مساوات مساوات کا نعرہ بلند کرتی ہے۔ ؎

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

حضرت عمرؓ اور اسوۂ حسنہ کی پیروی عمل کے میدان میں دنیا صفر ہے۔ حضورِ اقدسؐ نے اپنی سیرت اور اپنے کردار سے عمل سے بتلایا کہ مساوات ایسی ہوتی ہے۔ مساوات کا حال یہ ہے کہ اس امت پہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے بعد سیدنا عمرؓ کے احسانات ہیں ان کے عہد میں مصر و ایران فتح ہوا، قیصر و کسریٰ پر قبضہ ہوا، لاکھوں مربع میل زمین ان کے صدقے امت کے قبضہ میں آج بھی ہے، مگر جس وقت آپ دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے تو اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر فرمایا کہ اس تمام عرصۂ حکومت میں جتنی تنخواہ میں نے لی اسے میرے بعد میرے فلاں مال سے بیت المال کو واپس کر دینا۔ اور تنخواہ کیا تھی آٹھ دس آنے یومیہ جبکہ دنیا کا سونا چاندی مدینہ کی گلیوں میں لٹایا جا رہا تھا۔ کسریٰ اور قیصر کے تاج کے ساتھ لوگ گیند کھیل رہے تھے اور مذاق اڑا رہے تھے کہ ایسے بھی بے وقوف دنیا میں ہیں کہ ایک ٹوپی پر اتنی دولت خرچ کی ہے۔ ایسے زمانہ میں حضرت علیؓ وغیرہ حضرات نے چاہا کہ حضرت عمرؓ سے عرض کر دیں کہ ملک خوشحال ہے۔ آپ اپنے لئے تنخواہ بھی کچھ بڑھا دیں۔ مگر کسی کو خدمت میں کہنے کی جرأت نہ ہو سکی، تو حضرت حفصہ ام المومنین (جو آپ کی صاحبزادی تھیں) کے پاس حاضر ہوئے تو حضورؐ کی بیوی کی حیثیت سے اس کے ذریعہ حضرت عمرؓ کو کہلوانا چاہا کہ آپ کے والد ماجد کی خدمت میں یہ گذارش پہنچا دیں کہ بیت المال میں گنجائش ہے اور آپ کی حالت یہ ہے کہ کرتے پر پیوند ہیں سوکھی روٹی کھاتے ہیں۔ ایک دفعہ جمعہ کی نماز میں قدرے تاخیر سے پہنچے تو معذرت کی کہ ایک ہی جوڑا تھا، دھویا تھا، سوکھنے میں دیر ہوئی تو دیر سے آیا۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنینؓ خطبہ دے رہے تھے، تو میں نے دیکھا کہ بارہ ٹکڑے مختلف رنگوں کے کپڑوں کو پیوند کی شکل میں لگے ہوئے ہیں۔ —— تو حضرت حفصہؓ نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ اگر آپ کی تنخواہ کچھ بڑھا دی جائے تو کیا حرج ہے، غصہ میں آگئے اور فرمایا کہ کس نے تجھے یہ بات کہی، فرمایا کہ میں نے ان لوگوں کو نام نہ بتلانے کا وعدہ کیا ہے۔ ان میں حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ جیسے اکابر صحابہؓ تھے انہیں ڈر تھا کہ امیر المومنینؓ اسے ہرگز گوارا نہ کر سکیں گے اور ہم پر ناراض ہوں گے۔

حالت یہ تھی کہ دفتر میں سرکاری کام رات گئے تک کرتے رہے، کوئی مہمان آیا تو چراغ بجھا دیا اور اندھیرے میں بات چیت ہوتی رہی مہمان جانے لگا تو چراغ پھر سے جلا دیا، اس نے پوچھا کہ میں آیا تو چراغ بجھا دیا، اور اب جا رہا ہوں تو جلا دیا۔ فرمایا کہ یہ تیل بیت المال کا ہے۔ اور میں سرکاری کام میں مشغول ہوں۔ تم میرے ذاتی دوست ہو اور کسی ذاتی معاملہ میں آئے ہو۔ تو اتنی دیر میں جو تیل خرچ ہوگا۔ تو قیامت کے دن مجھ سے اس کا محاسبہ کیا جائے گا۔ کہ اتنا تیل کہاں اور کیوں خرچ کر دیا۔ تو حضرت عمرؓ نے آپ کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی اسوۂ حسنہ مستحضر کرنا چاہا جس کا ذکر ہو رہا ہے۔ فرمایا آپ تو رسول اللہؐ

بیوی تھیں تمہارے ہاں حضورؐ کا بچھونا کیسا تھا۔؟ اور حضورِ اقدسؐ کی حالت تو یہ تھی کہ ایک دفعہ گھر میں تشریف لائے تو ایک کپڑا آرائشی قسم کا دیوار پہ لٹکا ہوا پایا تو واپس چلے گئے۔ حضرت عائشہؓ سمجھ گئیں اور جاکر منت کرنے لگیں کہ کیوں واپس ہوئے، فرمایا: مالی وللدنیا ـــــ مجھے دنیا کے زیب و زینت سے کیا سروکار؟ حضرت عائشہؓ نے اُسے پھاڑ دیا۔

شانِ رسالتؐ دو جہانوں کے سردار جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ـــــ وعلّمك مالم تكن تعلم ـــــ وكان فضل الله عليك عظيما ـــــ حضرت آدمؑ کے مقدّر میں تھا کہ وہ زمین میں بس جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کا اجراء اور خلافتِ ربّانی ان کے مقدّر میں تھی، تو جیسے کہ طلبہ کو پہلے زرعی کالج میں تربیت دیتے ہیں، تو اللہ نے حضرت آدم و حوّا کو پہلے جنّت میں بسایا، وہاں تربیت دی، دنیا میں آنا قسمت میں تھا مگر عالمِ اسباب میں انہیں ایک شجرہ سے روک دیا۔ انہوں نے جیسا کہ تقدیر میں تھا، اُسے کھالیا کہ دنیا میں آنے کا سبب بن جائے ـــــ انی جاعلك فی الارض خلیفه ـــــ تو بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت آدم زمین میں اترے تو دعا کی یا اللہ بحرمت و وسیلہ حضرۃ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پہ رحم فرما اور معاف کر دے اور جیسا کہ قرآن میں ہے کہ وہ رونے لگے۔ ربّنا ظلمنا انفسنا فان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخسرين۔ (الآیۃ)

اور حضورِ اقدسؐ کی شان تو یہ تھی کہ جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وما ارسلناك الا رحمة للعلمين۔ ہم نے تجھے پوری کائنات کے لئے رحمۃ بنا کر بھیجا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے پوچھا کہ ابھی تو میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ ناسوت میں پیدا نہیں کیا۔ عالمِ ملکوت و عالمِ لاہوت میں اگرچہ سب سے پہلے آپ ہی تھے۔ جیسا کہ كنتُ نبيًّا وآدم بين الماء والطين سے ثابت ہوتا ہے، اور حدیث میں ہے ـــــ اوّل ما خلق الله روحی۔ سب سے پہلے اللہ نے میری روح کو پیدا فرمایا ـــــ تو تجھے ان کا نام کیسے معلوم ہوا۔؟ فرمایا جب میرے جسد میں روح ڈالی گئی اور میری نظر عرش پہ پڑی تو اس کے ستونوں پہ میں نے لکھا ہوا دیکھا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ تو حضورِ اقدسؐ کی مقبولیت اللہ کی بارگاہ میں کتنی ہے۔؟ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مقصدِ تخلیقِ آدمؑ کیلئے تکمیلِ نبوت کی ضرورت تھی۔ اور جب کوئی معزز ترین مہمان آتا ہے۔ تو مہینوں سے تیاری ہونے لگتی ہے۔ تو حضورؐ کی تا قیامت بعثت مقصود تھی کہ۔ وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ـــــ کیلئے تکمیلِ نبوت ضروری تھی اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے کامل

مکمل اور اکمل ترین عبادت حضور اقدس ﷺ کی تھی تو اللہ کو منظور تھا کہ سید العابدین سید المرسلین سید الانبیاء کو پیدا فرماوے تو سب سے پہلے تو عبادت کی جگہ کو تیار فرمایا، ہزاروں سال پہلے آپ کے مولاد منشاء مکہ مکرمہ میں اللہ نے اپنے محبوب بندہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل کو اس عبادت گاہ کی تعمیر کیلئے بھیجا اور حضرت ابراہیم و اسماعیل کے ہاتھوں اس معبد، بیت اللہ کی تعمیر و تجدید کرائی کہ کچھ عرصہ بعد میرا حبیب آئے گا۔ اس کے لئے اور اس کی امت کے لئے عبادت کا مرکز قبلہ اور عبادات کا رخ یہی بنے گا۔ حضرت ابراہیم بھی سراپا دعا بنے ہوتے تھے۔ فرمایا: ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔ کہ جب قیامت سے قبل فتنے انتہا کو پہنچیں گے اور اس کے بعد اسلام سب سے عالم میں بالآخر نمایاں ہوگا۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما	اللہ نے تمام انبیاء سے وعدہ لیا کہ جب
آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم	میرا نبی آخر الزمان مبعوث ہوگا، اگر تم اس
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن	وقت تک رہو تو اس کی امداد کرو گے۔
بہ ولتنصرنہ۔ (الآیۃ)	

ان انبیاء سابقین میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان میں محفوظ رکھا ہے۔ کہ جب ضرورت پڑے گی تو میثاق کی بناء پر انہیں اتار دیں گے۔

حضرات اب تک فتنے اتنے نہیں ابھرے اور بھی فتنے ابھریں گے۔ اور بھی فتنے عروج پائیں گے۔ مگر پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ روئے زمین کا کوئی ایسا گھر نہیں ہوگا خواہ وہ مٹی گارے کا ہو تو اونٹ کے بالوں کا خیمہ کہ اس میں اسلام داخل ہوگا اور اسلام کا غلغلہ وہاں سے بلند ہوگا۔

عبادت گاہ کے ساتھ نمونہ عبادت کی ضرورت جسطرح خانہ کعبہ کی شکل میں عبادات کے لئے قبلہ کی ضرورت ہوتی ہے، حضرۃ ابراہیم اس کی تعمیر کر رہے تھے، اسی طرح قیامت تک عبادات اور زندگی کے اسوہ کامل نبی کریم کی بعثت کے لئے بھی ساتھ ساتھ دعا فرما رہے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جس نے خشوع و خضوع تمام آداب و شرائط کی رعایت کے باوجود بھی قصداً نماز میں اپنا رخ قبلہ سے پھیر لیا تو مرتکب کبیرہ ہوا نماز نہ ہوئی، امامؒ فتویٰ میں محتاط ہیں، اور ائمہ نے فرمایا کہ ایسے شخص پر کافر ہونے کا خطرہ ہے۔ یخشیٰ علیہ الکفر۔ تو جیسے نماز کیلئے ہر مسلمان قبلہ کی تحقیق کرتا ہے کہ رخ درست ہو تب نماز ہوگی۔

حضورؐ قبلۂ عام ہیں تو اسی طرح یاد رہے کہ ہمارے لئے ایک قبلۂ خاص کعبہ ہے۔ اسی طرح ہمارا ایک قبلہ عام بھی ہے۔ شادی کیسے کرو گے۔؟ اس کے بعد بیوی بچوں سے گذر اوقات ہوگا۔؟ پڑوسیوں مسلمانوں سے اور پوری انسانیت کے ساتھ تمہارا رویہ کیسا ہوگا۔ یہ امور عامہ ہیں، ان سب میں ہمارا قبلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۔ اسی طرح ہم چاہیے کتنے مہذب ہوں کتنے بڑے سائنسدان ہوں، کتنا ہی مشرق و مغرب کی تہذیب و تمدن اپنائیں لیکن جب تک اپنا قبلہ، قبلۂ عالم سید الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ اور انکی ذات نہ بنائیں گے۔ تو نہ ہماری شادی صحیح ہوگی نہ غمی نہ عبادات مقبول ہوں گی۔ تو ان کی زندگی اور سنت سے ہٹنا بھی کفر اور خطرہ والی بات ہوگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہم سب کے حق میں دعائیں فرمائیں۔ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم ۔ کہ رسول ان میں بھیج دے جو ان کے قلوب کا تزکیہ کرا دے آیات سنا دے اور کتاب وحکمت کی تعلیم انہیں دے۔

حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کعبہ کیساتھ قبلۂ حقیقی کیلئے دعا کی۔ اب حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کا نتیجہ خاتم النبیین رسولؐ کا اسوہ ہر لحظہ امت کے سامنے ہوگا، اس لئے حضرت عمرؓ نے اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ سے پوچھا کہ اے حفصہؓ رسول اللہ کے گھر میں ان کا فرش اور بستر کیا تھا، تو حضرت حفصہؓ نے فرمایا کہ میرے گھر میں حضورؐ کا فرش ایک ٹاٹ ہوتا تھا جو سردی میں آدھا نیچے اور آدھا اوپر اوڑھ لیتے تھے یہ تھا حضورؐ کا فراش۔ پھر فرمایا کہ یہ بتلاؤ کہ حضورؐ نے تمہارے گھروں میں کونسا اچھا سے اچھا کھانا تناول فرمایا، فرماتی ہیں کہ ابا جان ہمارے گھروں میں تو دو دو مہینے ایسے گذر جاتے ہیں کہ چولہے میں آگ نہ جلتی، گذارا پانی اور کھجور پہ ہوتا کبھی ایسا ہوتا کہ جَو کا آٹا وہ بھی بغیر چھنا ہوا، اس کے بھوسے کو پھونک سے اڑا اڑا کر کچھ صاف کر لیتے اور اس سے کچھ پکا لیتے، ایک دفعہ حضور اقدس میرے گھر میں تشریف لائے تو گھر میں کچھ مکھن اور جَو کی روٹی تھی جو میں نے حضورؐ کو پیش کر دی اور یہی ایک ایسی غذا تھی جو حضورؐ نے میرے ہاں کچھ رغبت سے کھائی۔

اختیاری فقر اور یاد رہے کہ حضورؐ کا فقر بھی اختیاری تھا حضرت شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کو یتیم بنایا گیا کہ امت کے لاکھوں یتیموں کو یتیم ہونے کا احساس نہ رہے کہ جب ہمارے آقا بھی یتیم تھے تو ہمیں کیا افسوس ہے۔ ووجدك يتيماً فآوى ۔ اور ہم نے تجھے یتیم پاکر ٹھکانہ دیدیا، اور ووجدك عائلاً فاغنى ۔ اور تجھے فقیر پالیا تو توانگر کر دیا۔ تو آپ نے اختیاری طور پہ فقر کو ترجیح دی کہ امت کے لاکھوں اور کروڑوں فقیروں کو افسوس نہ رہے۔ ایک لاکھ روپیہ آیا تو ہمارے آقا نے

افطاری سے قبل قبل صدقہ کر دیا افطاری کیلئے بھی کچھ نہ رکھا۔ غزوہ حنین میں ۲۴ ہزار اونٹ ۴۰ ہزار بکریاں ۱۲ ہزار اوقیہ چاندی آیا حضورؐ نے دو دو سو تین تین سو اونٹ تقسیم کر دیئے اور اپنے لئے فقر ہی کو اختیار کیا کہ میرے امت کے فقراء کو اس سے ایک گونہ تسلی ہوگی۔

حضرت فاطمۃ الزہراءؓ نے ایک دفعہ درخواست کی کہ غنیمت میں آئی ہوئی باندیوں سے مجھے بھی ایک دے دیں کہ خود چکی میں آٹا پیستی تھیں، پانی بھرنے سے جسم پر داغ پڑ گئے، جھاڑو خود دیتی تھیں خود حضرت علیؓ کے گھوڑے کو چارہ مہیا کرتیں تو چاہا کہ ایک باندی مل جائے خدمت میں کچھ ہاتھ بٹائے گی، حضورؐ نے فرمایا اے فاطمہ تجھے اس سے بہتر چیز بتلاؤں اور وہ یہ کہ تسبیحات پر مداومت کرو رات سوتے وقت ۳۳، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہا کرو

معاشی مساوات نہیں مؤاسات | اس زمانہ میں طبقاتی تفاوت اور استحصال کے جھگڑے نہ تھے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ میں نہ کھاؤں بلکہ میرا ہمسایہ کھائے، حضورؐ نے فرمایا لیس المؤمن الذی یشبع وجارہ جائع الی جنبہ۔ (الحدیث) وہ شخص مومن نہیں کہلا سکتا جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ خود تین دن بھوکے رہے اور مسکین، یتیم، اسیر (قیدی) کو ترجیح دی۔

(اس دوران عشاء کی اذان ہوئی تو تقریر روک دی اذان کے بعد آپ نے دعائے وسیلہ پڑھی اور کچھ دیر تک اسکی تشریح بھی فرمائی۔)

حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ اے بیٹی بدر کے شہداء کے وارث اور مجاہد ان باندیوں کے زیادہ مستحق ہیں۔ الغرض حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ سے سوال و جواب کے بعد ان سے فرمایا اے حفصہؓ میرے دو ساتھی تھے۔ (حضور اقدسؐ اور سیدنا ابوبکرؓ) دونوں ایک راہ پر چلے اور منزل پر پہنچ گئے، تیسرا ساتھی راستہ پر ہے تو کیا یہ لوگ مجھے اپنی منزل سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ اور یومیہ میں اضافہ کی درخواست مسترد کر دی ——۔

حضرت عمرؓ کے بیٹے کی تنخواہ حضرت اسامہ سے پانچ سو روپے کم تھی ابن عمرؓ نے پوچھا کہ میں اور اسامہؓ دونوں ہم عمر ہیں دین کی خدمت میں برابر کے شریک ہیں، پھر یہ تفاوت کیوں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بیٹے تو میرا محبوب ہے اور وہ حضورؐ کے غلام زادہ ہیں میں اپنے بیٹے کو حضورؐ کے غلام زادہ کے برابر کبھی نہیں بنا سکتا۔ تو حضورؐ نے حضرت اسامہؓ اور حضرت حسینؓ کو گود میں لیا ہے اور فرماتے ہیں: اللھم

انی احبھما۔ الخ اسامہؓ بچے ہیں حضورؐ ان کی ناک صاف فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں صاف کردیتی ہوں، فرمایا نہیں ——۔

تو بات یہ ہو رہی تھی کہ اگر اللہ کی محبت چاہتے ہو تو حضورِ اقدسؐ کے نقشِ قدم پر چلو محبوب کی ہر بات کی تقلید اور اتباع تو طبعی چیز بن جاتی ہے۔ وہ کیسی محبت جس میں اطاعت نہ ہو؟

مال وجان کی حرمت حضورؐ نے ہمیں تعلیم دی کہ اے لوگو! بجائے اس کے کہ اپنا سارا وقت معاشیات (دنیا) پر خرچ کر رہے ہو اس سے زیادہ وقت دین کو دیدو۔ فرمایا: المسلم من امنہ الناس علی دماءھم واموالھم۔ مومن وہ ہے جس سے تمام لوگ اپنے مال و دولت اور خون کے بارہ میں مطمئن اور بے خطر ہوں یہاں راستہ میں کسی سے کچھ گرا تو سب جانیں کہ یہاں ڈھاکہ میں سب مؤمن ہیں وہ اسے اٹھا کر ضائع نہیں کریں گے، دکانیں کھلی چھوڑ کر بھی مطمئن رہیں۔

حجۃ الوداع میں حضورِ اقدسؐ نے فرمایا کہ جیسا کہ یہ مہینہ اور یہ شہر اور یہ دن محترم ہے اسی طرح قیامت تک تمام مسلمانوں کے مال و دولت عزت وحرمت سب انسانوں پر محترم کحرمتہ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا ــ تو حضورؐ کا مقصد یہ تھا کہ معاشیات ہی کو مطلوب و مقصودِ حیات نہ بناؤ کچھ وقت دین کو بھی دو اور اُسی کو اصل سمجھو معاشیات بھی دین کو معیار بناؤ۔ فرمایا ــــ لا یربو لحمٌ نبت من سحت الّا کانت النار اولی بہ۔ حرام کمائی سے بنا ہُوا گوشت اور خون لازماً جہنم کی آگ سے جلایا جائے گا، حرام قطعاً مت کھاؤ۔ فرمایا جو مال کماتے ہو اس میں اوروں کا بھی حصہ ہے۔ زکوٰۃ صدقات کفارات جس شکل میں بھی ہو مال میں اوروں کے حقوق ادا کرتے رہو، اور فرما اللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ ــ اللہ اس وقت تک اپنے بندوں کی مدد فرماتے ہیں جب تک وہ اپنے بھائیوں کی امداد اور خیر خواہی میں لگے رہیں ــــ اور فرمایا کہ تمہاری کمائی دین کیلئے ہونی چاہیئے۔

میرے بھائیو! حضورِ اقدسؐ کی سیرتِ مطہرہ کا کہاں تک بیان کیا جائے ان کی شان تو یہ ہے کہ ع۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ــ

حسنِ یوسف دمِ عیسٰی یدِ بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی سیرت اور شان کو بیان کرنا ہم جیسے جاہلوں کے بس میں کہاں۔؟ وہ شان بڑی عالی اور ارفع ہے۔ کیا عجب تھوڑی دیر کیلئے یہاں بیٹھنا اور حضورؐ کے ذکرِ مبارک کی خاطر نجات کا ذریعہ بن جائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

دارالعلوم حقانیہ

کی

زیرِ تعمیر لائبریری

عظیم الشان صدقۂ جاریہ میں حصہ لیجئے

★

پچھلے سال ہم نے دارالعلوم حقانیہ کے شایانِ شان کتب خانہ کی مستقل عمارت کی ضرورت کیطرف اہلِ خیر اور صاحبِ درد مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی، اور یہ کہ یہ عمارت دارالعلوم حقانیہ جیسے عظیم علمی مرکز کی تمام تحقیقی اور مطالعاتی ضروریات کے پیشِ نظر جدید طرز پر تعمیر ہونی چاہیئے، اس کے ساتھ دارالتصنیف، دارالانشاء مؤتمر المصنفین، ماہنامہ الحق کے نئے دفاتر کا بھی ذکر کیا تھا۔ یہ سارا کام جو کئی لاکھ کے مصارف سے تکمیل پذیر ہوگا بحمد اللہ اس کا ایک حصہ مکمل ہوچکا ہے، اب عمارت کا اصل حصہ (کتب خانہ کی تعمیر) کا کام باقی ہے جو قلمی، مطبوعہ، درسی اور غیر درسی کتابوں اور دارالمطالعہ کے الگ الگ حصص پر مشتمل ہوگا۔ سرِدست توکلاً علی اللہ لائبریری کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا ہے، اور اس وقت زیرِ تعمیر منصوبہ پہ دو لاکھ مصارف کا تخمینہ ہے۔ دارالعلوم کا سرمایہ محض اللہ پر توکل اور دینی درد سے بہرہ ور اہلِ خیر مسلمانوں کا جذبۂ تعاون ہے۔ اس اعتماد پر ہم تمام دردمند مسلمانوں کے جذبۂ اشاعتِ دین اور علم پروری کی بناء پر ملتمس ہیں کہ علمی زوال وانحطاط کے اس دور میں اس عظیم الشان کتب خانہ کی تعمیر میں حتی المقدور اور جلد از جلد دستِ تعاون بڑھائیں اور اپنے لئے صدقۂ جاریہ کا سامان پیدا کریں۔ اگر چند ہی مخلص حضرات اس تعمیری مد میں امداد فرماویں تو یہ منصوبہ اسی سال انشاء اللہ تکمیل پذیر ہوسکے گا۔

وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ——— اس سلسلہ میں بھیجی جانے والی رقومات کے ساتھ "برائے تعمیر کتب خانہ" کی وضاحت ہونی چاہیئے۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور، پاکستان

Pdh

معیاری ادویات

کا

نامور ادارہ

خدمت ، دیانت ، اور سروس

میں

پیش پیش

معیاری نشان Pdh ادویات خریدتے وقت یاد رکھیں

پنجاب ڈرگ ہاؤس نکلسن روڈ لاہور